Elmore
Community Services

قابل بنانا اور اختیار دینا:

آپکے لیے مدد: گھریلو ظلم و زیادتی اور جنسی تشدد کیلئے مدد والی سروسز تک رسائی

پاڈکاسٹ کے متعلق معلومات

پاڈکاسٹ کا سلسلہ اورقسط نمبر: قابل بنانا اور اختیار دینا ،قسط 3/3
پاڈکاسٹ کا نام: آپکے لیے مدد: گھریلو ظلم و زیادتی اور جنسی تشدد کیلئے مدد والی سروسز تک رسائی
پاڈکاسٹ کا دورانیہ: 21 منٹ
میزبان: مونیکا موجمدار اورکیٹ کلیٹن ہیتھوے
مہمان: سٹیزنز ایڈوائس رشمور سے علیزہ گورنگ اور وکٹم فرسٹ سے ٹیم کولیلا

پاڈکاسٹ قسط کی نقل

کیٹ: سب کو ہیلو میں کیٹ ہوں۔
مانیکا: میں مانیکا ہوں اور یہ ایلمور اور آکسفورڈ اگیسٹ کٹنگ کی مشترکہ پاڈکاسٹ ہے جسکا موضوع ہے " قابل بنانا اوراختیار دینا "۔

آکسفورڈ اگیسٹ کٹنگ جسے او اے سی بھی جاتا ہے، ایک حقوق پر مبنی خیراتی ادارہ ہے جوکہ لڑکیوں اور خواتین کے ساتھ ہونے والےغلط اقدامات کے خاتمے کیلئے کام کرتا ہے۔ان حقوق میں عورتوں کے تناسلی اعضاء کا کاٹنا، عزت کے نام پر ظلم، نو عمری اور ذبردستی کی شادی اور عورتوں کے تناسلی اعضاء کو خوبصورت بنانے کیلئے جراحی شامل ہیں۔

ٹام: ہائے میں ٹام ہوں۔ایلمور کا چیف ایگزیکٹو آفیسر۔ ایلمورآکسفورڈشائر کا ایک ایسا خیراتی ادارہ ہے جو مشکل ضروریات، ذہنی/دماغی صحت اور گھریلو زیادتی جیسے مسائل کا ہدف بننے والے لوگوں، جو ایک ہی وقت میں کئ مسائل کاشکار ہو سکتے ہیں کیلئے کام کرتا ہے۔ ایلمور مظلوم اور جرم کرنے والوں کیلئے پروگرام مہیا کرتا ہے آکسفورڈشائر" نیو فیملی سلیوشنز پلس سروس" کے

تحت،جسے آکسفورڈ شائر کونٹی کونسل فنڈ کرتی ہے۔ یہ پاڈکاسٹ تھمیز ویلی پولیس کرائم کمیشنر کی فنڈنگ سے تیار کیا گیا ہے۔

کیٹ: آج کی نشست میں ہم گھریلو زیادتی کےمعاملے میں نصحیت،مدد کے ذرائع اور سروسز کیسے حاصل کی جائیں پر بات کرینگے۔ ہمارے ساتھ آج ثیم کولیلا ہیں، جو آگے بڑھ کر کام کرنیوالی ورکر ہیں ویکٹم فرسٹ سپیشلیٹ سپورٹ سروس کیلئے-وہ تربیت یافتہ آئی ایس وی اے بھی ہیں۔ ہم علیزہ گورنگ سے بھی بات کرینگے جو کہ آئی ڈی وی اے اور گھریلو زیادتی کےمعاملات کی کیس ورکر ہیں-وہ سیٹیزن ایڈوایز رشمور کیلئے کام کرتی ہیں خاصکر نیپالی برادری کیلئے۔

مونیکا: آغاز سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس پاڈکاسٹ میں حساس موضوعات پر بات ہو گی جیسکہ جنسی زیادتی، گھریلو ظلم و زیادتی۔ اسلیئے یہ سولہ سال اور اس سے بڑوں کےلیے مناسب ہے۔

مونیکا: آپ دونوں کا شکریہ-اپنے فارغ وقت میں یہاں آکر ہم سے بات کرنے کیلئے شکریہ-آج کے پاڈکاسٹ میں ہم خصوصی طور پر آئی ایس وی اے (انڈیپینڈنٹ سیکشیول وائولینس ایڈوائزر) اور آئی ڈی وی اے(انڈیپینڈنٹ ڈومیسٹیک وائولینس ایڈوائزر) پر بات کرینگے۔ میں چاہونگی کہ آپ خواتین اپنا اور اپنے کام کا تعارف خود کروایں،ثیم پہلے آپ؟ ہمیں اپنے پسِ منظر اور اپنے کام کے بارے میں بتایئے؟

ثیم: میں ثیم ہوں ویکٹم فرسٹ سے-میں آوٹ ریچ ورکر ہوں-میں نے جنوری میں یہ نیا کام شروع کیا اس سے پہلے میں بالکل فرق محکمے میں کام کرتی تھی-پہلے میں سیلز میں مینجر تھی۔

علیزہ: ہائے میں علیزہ گورنگ ہوں۔ میں رشمور سیٹیزن ایڈوائس میں آئی ڈی وی اے ہوں جسکا مطلب ہے انڈیپینڈنٹ ڈومیسٹیک وائولینس ایڈوائزر-میں نے یہاں مارچ 2017 سے کام شروع کیا اور فوجی معاہدہ اس کام کی رقم ادا کرتا ہے۔ میرا کام پورے برطانیہ کے اندر گھریلو زیادتی کا شکار ہونیوالے نیپالیوں کو سہارا دینا ہے۔

مونیکا: بہت خوب،شکریہ-میں چاہونگی آپ دونوں اپنے کام کے بارے میں مزید تفیصل سے بتائیں-یعنی روزمرہ کے کام کاج میں آپ کیا کرتی ہیں؟

ثیم: میرا کام بی اے ایم ای برادری کے وہ لوگ جو جنسی تشدد کا شکار ہوتے ہیں، انکے ساتھ کام کرنا ہے-انکو سہارا دینا اور مدد کیلئے صحیح سمت کی نشاندہی کرنا ہے-ہم جرم کی کاروائی تک انکی مدد

کرتےہیں اگر وہ یہ راستہ اختیار کرنا چاہیں اور اسکے علاوہ کوئی بھی عملی یا جذباتی مدد جسکی انہیں ضرورت ہو۔

علیزہ: میرا کام بھی ثیم جیسا ہے۔بنیادی طور پر نیپالی برادری میں گھریلو زیادتی کا شکار ہونیوالوں کو سہارا دینا جذباتی اورعملی دونوں لحاظ سے۔ جسمیں انکے ساتھ حکم ناموں کیلئے اپلائے کرنا، قانونی مدد یا انکے ساتھ مختلف میٹنگز میں جانا یاپھر مختلف گروہوں میں بیداری پیدا کرنا۔

مونیکا: بےحد شکریہ۔میرا اگلاسوال یہ ہے کہ کیا آپکے خیال میں جنسی ظلم اور گھریلو زیادتی کے موضوع پر اقلیتی برادریوں میں کھلم کھلا بات ہوتی ہے یا سمجھ پائی جاتی ہے؟

ثیم: میرے خیال میں جنسی ظلم و زیادتی پر بات کرنا عموماً ممنوع سمجھا جاتا ہے۔میرے کام کا ایک حصہ انکو اسکے بارے میں آگاہ کرناہے کیونکہ اقلیتی برادری کے لوگ کئ دفعہ جنسی ظلم و زیادتی کو سمجھ ہی نہیں پاتے۔ درحقیقت یہ آگاہی کہ یہ غلط ہے،جس چیز سے آپ گزر رہے ہیں غلط ہے،یہ درست نہیں اور آپکی مدد کیلئے راستے/طریقے موجود ہیں۔

علیزہ: جی ابھی انہوں نےجو کہا میں اس سے متفق ہوں۔ بنیادی طور پر انہیں آگہی کی ضرورت ہے کیونکہ کم لوگ جانتے ہیں کہ گھریلو زیادتی دراصل کیا ہے۔ نیپالی برادری جنکا میں خیال رکھتی ہوں انکے نزدیک گھریلو زیادتی صرف تھوڑی مار پیٹ ہے۔ وہ دوسری قسم کی زیادتی سے واقف نہیں جیسےکہ جنسی،مالی یا جذباتی ظلم۔یہ انکے لیے انجانی سوچ ہے۔اسلیئے وہ جان نہیں پاتے کہ وہ ایک پرتشدد رشتے میں بندھے ہیں۔ایسے میں انہیں باخبر کرنا بے حد ضروری ہے۔

مونیکا: میں خود برطانوی بنگالی مسلمان ہوں۔آپکی رائے میں کیا ایسا اِس وجہ سے ہے کہ ہماری برادریوں میں جنسی تعلق پر کھلی بات نہیں ہوتی؟ کیا اُن کا آپس میں کوئی تعلق ہے یا یہ اِسکے ہونے کو بڑھا سکتا ہے؟

ثیم: جی میں مُتفق ہوں کہ اِسکا تذکرہ سماجی گروہوں اتنا نہیں ہوتا۔کیا یہ اس مشکل کو بڑھا سکتا ہے؟میری رائے میں تو اِسکو صحیح طرح سمجھا ہی نہیں جاتا۔کِس کیلئے بڑھا دیتا ہے آپکا مطلب ہے جرم کرنیوالے کے لیے؟

مونیکا: جی میں اِس نقطۂ نظر سے بات کر رہی کیونکہ نوجوان لڑکیاں اور لڑکے عام طور پر نہیں جانتے کہ جنسی زیادتی کیا ہے کیونکہ وہ کُھل کر اس پر بات نہیں کرتے۔لُٹیرے تو یہ جانتےہیں کہ یہ جنسی عمل ہے جو میں اِس مظلوم کے ساتھ کرنےلگا ہوں مگر وہ اُسکی معصومیت کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

"نہیں نہیں جو میں آپکے ساتھ کر رہا ہوں یہ تو بالکل نارمل ہے"-آپ سمجھیں میں اس لحاظ سے بات کر رہی ہوں؟

ثیم: جی ہاں اب میں سمجھ گئ-ایسا ہو سکتا ہے-آپ صحیح کہہ رہی ہیں کیونکہ اِسکے بارے میں بات نہیں ہوتی-لوگ اِسے اپنے فائدے کیلئے استعمال کر سکتے ہیں،اپنے دماغ میں یہ تصور کرکے کہ یہ بڑی معصومانہ حرکت ہے جبکہ دراصل وہ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے-مگر وہ خود میں اِسے تسلیم نہیں کرنا چاہتے-یہ میری ذاتی رائے ہے-

علیزہ: جی مختلف جنوب ایشائی لوگوں میں ذاتی مرضی کے تصور پر کم ہی بات کی جاتی ہے-مرد کافی کچھ کر گزرتے ہیں اور انہیں معاف بھی کر دیا جاتا ہے- جبکہ اُنکے مقابلے میں عورتوں کو داغدار سمجھا جاتا ہے-

مرضی کے بارے میں تو کبھی بات ہی نہیں کی جاتی خاصکر نیپالی برادری میں-جوڑوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ آپس میں صلح کر لیں،چاہے وہ زیادتی کا شکار ہوے ہوں؛ایسا اکثر ہوتا ہے-

ثیم: جی میں پوری طرح اتفاق کرتی ہوں،مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اِس سب کے پیچھے صرف شرم ہے؛اگر کوئی مظلوم کسی موضوع پر آواز اٹھاتاہے تب بھی شرم کا معاملہ ہے، انکی برادری کے اندر بھی آخر میں بات تہذیب پر ہی آتی ہے-

علیزہ: آخر میں بات "عزت" پر آتی ہے-

ثیم: جی ہاں

مونیکا: جی ہاں،یہ بہت ہی دلچسپ موضوع ہے،ایسا ہے نا؟یہ ہمارے سماج میں کیسا چھپا بیٹھا ہے- اگر آپکے ساتھ گھریلو یا جنسی زیادتی ہوئی ہے تو کیسے آپکو اُسکے ساتھ گزارہ کرنا اور جینا آنا چاہیے- اِسکے بارے میں آپ کیاکہتی ہیں؟

ثیم: ٹھیک ہے، ایسا اگر ہو گیاہے تو اب خاموش رہو- اس مُوضوع پر بحث نہیں کی جاتی بس اِسے دبا دیا جاتا ہے-جنسی زیادتی بہت بڑی بات ہے جس پر کچھ کہنا منع ہے- علیزہ نے جو مرضی جاننے کے بارے میں کہا وہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے- مرضی جاننے یا دینے کا کوئی رواج ہی نہیں؛اسکے بارے میں زیادہ بات ہی نہیں ہوتی-

علیزہ: جی یقیناً،اُن پر خاندان یا رشتیداروں کیطرف سے،قریبی خاندانی دوستوں کیطرف سے،بہت سارا مددگار نظام جو درحقیقت مددگار نہیں ہوتا،دباؤ ہوتا ہے-یہ نظام الٹا اثر ڈالتا ہے مثلاً "اگر تم چھوڑ

کر چلے جاؤگے تو کیا ہو گا؟ آپکے بچوں کا کیا بنے گا؟ آپکے خاندانی وقار کا کیا؟" اسلیئے وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں-کئ دفعہ تو وہ اِسکا ذکر بھی نہیں کرتے-

ثیم: احساسِ جُرم

علیزہ: جی یقیناً یہ احساسِ جُرم ہے-

ثیم: جِی ہاں اُنہیں گناہ کا احساس دلایا جاتا ہےاور یہ بھی کہ وہ دوسروں کو خود پر فوقیت دیں-ایک مظلوم کیلئے جذباتی طور پر یہ بہت مشکل ہے-

علیزہ: یقیناً

مونیکا: بہت شکریہ-معذرت کے ساتھ کہ میں نے کچھ اضافی سوال بھی پوچھ لیے مگر آپکی بصیرت بےحد فائدہ مند ہے-اب کیٹ آپ سے سوالات کرینگی-

کیٹ: شکریہ مونیکا-بہت خوب-آپ دونوں نے ذاتی مرضی،زیادتی کے بارے میں مختلف آرأ، شرم اور عزت کامعیار/کردار اور یہ کہ یہ ممنوع موضوعات ہیں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا-

آپ دونوں نے ایک پریکٹیشنر کی حیثیت سے اپنے کام میں اقلیتی گروہوں کی خواتین کی کیا مجبوریاں دیکھیں ہیں خاصکر کے جذباتی اورمالی ظلم کے اردگرد؟ جو آپ دونوں کو لگتا ہے کہ وہ اقلیتی برادریوں کیلئے تھوڑا مختلف ہے-

ثیم: ایک خاتون جنکے ساتھ میں کام کر رہی ہوں وہ گھر پے رہنے والی ماں ہے اور اُسکا شوہر روزی کماتا ہے-آمدن/پیسے کے اوپر اُسکا کنٹرول ہے جبکہ بیوی صحتمند بھی نہیں- اُسے گردوں کی بیماری ہے اور وہ ڈائیلسیز پر ہے-اُسکا شوہر پیسوں کے بارے اُسکے ساتھ بہت جذباتی زیادتی کرتا ہے- اُسے تو کام کیلئے باہر جانا پڑتا ہے اور وہ گھر بیٹھی رہتی ہے- وہ ہمیشہ اُسکی ذلت کرتا ہے- اُس خاتون نے مجھےکہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں،میری اُسکے ساتھ مورگیج ہے؛ مگر وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتا-وہ ہر وقت یہی کہتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دونگا-

وہ شوہرکیطرف سے بہت جذباتی زیادتی کا شکار ہے-میں نے اُس سے بات چیت کی اور سمجھایا مگر وہ کہتی ہے کہ اُسے اِسی طرح گزارہ کرنا ہے کیونکہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں- باہر نکلنے کے راستے ہیں-

کیٹ: علیزہ کیا آپکو بھی بطور پریکٹیشنر ایسا کوئی تجربہ ہوا ہے؟

علیزہ: جی ہاں یقیناًخاصکر پیسوں کو لیکر زیادتی سےمتعلق۔اگر عمر کی بات کریں تو بیس سے چالیس کے بیچ کی عمر۔وہ اکثر تھوڑی پڑھی لکھی ہیں۔ انہیں مختلف زیادتیوں کے بارے میں علم ہے اور وہ اپنے آپکو محفوظ کرنے کیلئے اقدامات لینا جانتی ہیں۔

تیس اور اسی کے عشرے کے بیچ کی نیپالی خواتین جو ان پڑھ ہیں، اپنی زبان میں لکھ پڑھ بھی نہیں سکتیں۔وہ اپنی شادی شدہ زندگی میں پوری طرح سے اپنے شوہروں پر منحصر رہتی ہیں۔انہیں لگتا ہے کہ علیحدگی یا طلاق کی تو گنجائش ہی نہیں۔ایسا اِسلئے کہ مالی وجوہات،برادری والے کیا کہینگے اور اپنی پوری زندگی انھوں نے ایسا کبھی کیا نہیں ہوتا۔

وہ سوچتیں ہیں کہ میں اِس شادی سے نکل کر کہاں جاؤنگی ؟گزارے کیلئے پیسے کہاں سے آئینگے ؟ میں اپنے بچوں سے جدا ہو جاؤنگی ؟ایک نیپالی مظلوم عورت کیا فیصلہ لیتی ہے اسکی تعلیم پر بھی منحصر ہے۔ یہ پہلو قابلِ غور ہے کیونکہ میں نے یہ چیز اپنے بہت سارے پرانے اور حالیہ کیسیز میں دیکھی ہے۔اِن سب میں تعلیمی اور معاشی مجبوریاں نمایاں ہیں۔

مونیکا: میں آپ دونوں سے سوال کرنا چاہونگی ؟ کیا آپکو لگتا ہے کہ سپورٹ ورکر یا پولیس سے بات کرنے میں زبان روکاٹ ہو سکتی ہے یا کہ اُنکی بات کا ترجمہ کیسے کیا جاتا ہے؛مثلاً "عزت/احترام" کا لفظ۔بہت سی عورتیں شوہر کی عزت کو بچانے کی خاطر یہ سوچتیں ہیں کہ خاندان کی خفاظت کیلئے جنسی زیادتی کو سہہ جانا بہتر ہے۔ اگر اُنھوں نے اِسکا ذکر کیا تو "عزت" پر حرف آئےگا،کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ اِس لفظ کی اُنکے معاشرے میں کیسے ترجمانی کی جاتی ہے ۔کیا آپکو اپنے کام میں اِسکا تجربہ ہوا ہے ؟

علیزہ: جی ہاں، خاصکر جب ظلم کا شکار لوگ پولیس کو انٹرویو دیتے ہیں یا کورٹ کی کاروائی کے دوران۔وہ بہت دفعہ اِسکا تذکرہ کرتے ہیں اور چونکہ وہ خود صحیح طرح سے اظہار نہیں کر پاتے اِسلیئے اس بات کی اہمیت کئی بار ترجمے میں کھو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تمدنی روکاوٹیں اُنہیں یہ بات کھولنے میں آڑے آتیں ہیں یا پھر کہ یہ سب بتا کر وہ فرنٹ لائن پریکٹیشنرز کا سامنا کیسے کرینگی۔

وہ اپنے بیانیات سے پ ِھر جاتی ہیں کیونکہ اُنھیں اندیشہ ہوتا ہے کہ اُنکے بارے میں کیا رائے قائم ہوگی،کیا ماہرین انکو ٹھیک طرح سے سمجھ پائینگے،بات کہیں غلط طرف نہ چلی جائے۔وہ سوشل ورکرز سے کُھل کر بات نہیں کرتیں کیونکہ انھوں نے اپنے سماجی گروہوں میں سن رکھا ہوتا ہے کہ کیسے کونسل/سوشل سروسز آپکے بچے چھین لینگے یا آپکو الگ کر دینگے۔

ایسا اکثر ہوتا ہےکہ سماج میں اپنی عزت کا بچاؤ، ذاتی حفا ظت پر فوقیت لے جاتا ہے۔اگرچہ انھوں نے 999کو فون کر کے معاملہ بیان کیا ہوتا ہے مگر سوالات کے جواب وہ ایسے ہی دیتی ہیں کہ انھوں

نے فون اسلیئے کیا کہ وہ اُس وقت ڈر گئی تھیں۔جیسے ہی آپ ظالم کو وہاں سے ہٹا لیتے ہیں وہ شاید فوراً،چند روز یا کچھ ہفتوں بعد اپنا بیان بدل لیں ۔ اگر فرنٹ لائن پریکٹیشنرز کو "عزت کے بچاؤ" جیسے معاملات کی گہرائی اور اہمیت کا علم ہو تو وہ ایسی گفتگو کئی سیشنز میں کریں تاکہ اِن خواتین کو کھلنے کا موقع مل سکے۔

مونیکا: شکریہ۔مداخلت کیلئے معذرت کیٹ۔مگر میں اس زاویے سے اِنکی رائے جاننا چاہتی تھی۔

کیٹ:کوئی بات نہیں۔میں آپ دونوں سے جاننا چاہونگی کیونکہ آپ نے تعلیم کی بات کی، آئی ڈی وی اے اور آئی ایس وی اے میں آپکے کام کا واسطہ کس حد تک تعلیم سے ہے؟آپ اقلیتوں گروہوں کی خواتین کیلئے کس قِسم کی سروسز فراہم کرتیں ہیں؟

ثیم: ہماری سروسز میں جذباتی اور عملی دونوں طرح کی مدد شامل ہے۔اِسکے علاوہ اگر ضرورت ہو تو ہم ترجمان بھی فراہم کرتے ہیں۔عموماً اِسمیں سب کچھ شامل ہے۔صرف یہ کہ معاملے کی صحیح سمجھ آ جائے تاکہ آپ اُنکے علم میں لا سکیں کہ یہ کیا ہے۔اگر آپ کسی ظالم کے ہاتھوں تکلیف اُٹھا رہے ہیں تواپنے لیے موجود مدد سے فائدہ حاصل کریں۔اُنکے ساتھ تعلق بنانے میں وقت لگتا ہے مگر جب ایسا ہو جاتا ہے تو ایک اچھا احساس ہے۔ لوگوں کی تکلیف کی شدت جان کر بڑا دھچکا لگتا ہے۔

کیٹ: شکریہ علیزہ،آپ اِن خواتین کو کیا سروسز فراہم کر سکتیں ہیں؟ کیا کچھ خاص طریقے ہیں جِنسےآپ اقلیتی گروہوں کی مدد کرسکتیں ہیں؟ میں تعلیمی روش کےبارے میں آپکی رائے میں کافی دلچسپی رکھتی ہوں۔

علیزہ: تعلیمی لحاظ سے میں نیپالی گروپ میں آگاہی جگاتی ہوں۔رشمور میں جو کہ ایلڈرشاٹ اور فارنبرہ کا علاقہ ہے،وہاں بہت نیپالی ہیں اور اُن تک پہنچنا میرے لیے آسان ہے۔میرا خاندانی نام گورنگ ہے،ہرخاندانی نام کے ساتھ مختلف زبان اورمختلف طورطریقے۔نیپالی برادری میں بہت سارے گروپ ہیں اور میں اکثر انسے ملکر بات چیت کرتی تھی۔اب یہ ورچوعلی/آن لائن ہو رہا ہے۔ ہمارے گروپس میں حاضرین کی تعداد200-150 تک ہے۔لہذا ہم کافی لوگوں تک رسائی جاصل کر پاتے ہیں۔ اِسکے علاوہ ای ایس او ایل کلاسز،مقامی جی پی اورنرسِز کی ٹریننگ،فوجی بیویوں کی کافی اِیونگ پر آنااور اُنکے ساتھ مظلوموں کے واقعات(انکی اجازت سے)کے بارے میں باتیں کرنا۔ایسے سیشنز کئ دفعہ بڑے سنجیدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر میں اکیلی ایک نیپالی لڑکی، ، جنسی زیادتی، زنا بالجبر اورذاتی مرضی پر بات کر رہی ہوں تو بہت سارے مشکل سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ سچ پوچھیے تو کئ دفعہ یہ بُہت مشکل ہو باتا ہے مگر میں جانتی ہوں کہ اسکے بہت سے فائدے بھی ہیں۔

میرے پاس زیادہ تر لوگ ذاتی ریفرل سے آتے ہیں یا کسی اور کے مشورے پر۔ بہت سارے کیس ایسے ہیں جہاں لوگ کہتے ہیں کہ **"میں نے آپکی گُفتگو سُنی اور سات ماہ بعد مجھے اپنی بھانجی/بھتیجی کا خیال آیا جواکسفورڈ میں رہتی ہے۔ وہ مالی مصائب کا شکار ہے۔ میں خود کو مشکل میں ڈالے بنا کیسے اُسکی مدد کر سکتی ہوں؟"** ایسا بہت دفعہ ہوا ہے۔ اسلیئے چھوٹی موٹی گفتگو بھی بہت اہم ہے تاکہ *اُنہیں* علم ہو کہ مدد میسر ہے۔وہ شاید زبان اور سماجی روایات کے بارے میں پریشان ہوں؛ مگر سب سے پہلی چیز تو یہی ہے۔

دوسری بات اُنہیں جذباتی اور عملی مدد فراہم کرنا ہے۔ جذباتی لحاظ سے میں نے غور کیا ہے؛ اس سارے عرصے میں اُنکو ہاتھ پکڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔خاصکر بڑی عمر کی خواتین کیونکہ وہ ان پڑھ ہوتی ہیں اور بہت کم معلومات رکھتی ہیں۔وہ اکثر بار بار ہمت ہار جاتی ہیں۔انکا حوصلہ برقرار رکھنے کیلئے بہت سے سیشن کرنے پڑتے ہیں۔

بات کو دہرانا انتہائی اہم ہے کیونکہ وہ اکثر کہتی ہیں میں واپس چلی جاتی ہوں۔ جیسا میں نے پہلے کہا اُنکے لیے عزت کو بچانا سب کچھ ہے۔یہ بہت ضرروی ہے۔اسکے علاوہ عملی مدد جیسکہ کورٹ کی کاروائی کے کاغذات کی تیاری،قانونی مالی مدد وغیرہ۔

کیٹ: یہ کافی زیادہ چیزیں ہیں جوآپ ان لوگوں کیلئے کرتی ہیں اور مختلف طرح کی مدد بھی دیتی ہیں۔ مونیکا کیا آپ آخری سوال کرنا چاہیں گی؟

مونیکا: جی ضرور۔میرا سوال دو حصوں پر مُشتمل ہے۔ پہلا کہ آپ کیسے مذید لوگوں کو اس کام میں شمولیت کی دعوت دے سکتی ہیں؟دوسرا آسانی سے مدد حاصل کرنے کیلئے کیا ذرائع موجود ہیں؟

ٹیم: اِسکے لیے بہت ضروری ہے کہ اپنے پارٹنرز کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں، چاہے وہ کمیونٹی لیڈر ہوں،ماں اور چھوٹے بچوں کا گروپ،پناہ گزین گروپ یا گھریلو زیادتی کا گروپ۔تاکہ جو اُنکی سروسز استعمال کر رہے ہیں انھیں معلوم ہو کہ کس کس طرح کی مدد موجود ہے۔اِس پیغام کا لوگوں تک پہنچنا بہت اہم ہے تاکہ وہ اپنی بات آرام اور غیر رسمی طریقے سے کر سکیں۔ میرے لیے اپنے پارٹنرز کے ساتھ اچھے تعلقات، اُن تک پہنچنے کیلئے کلیہ ہیں۔

علیزہ: میرے لیے اہم ہے کہ مختلف گروہوں کے پاس جاتے رہیں اور انھیں تسلی دیتے رہیں۔تاکہ وہ ایک آشنا چہرے سے بات کرتے رہیں اور چند سیشن بعد کُھل کر بات کرنے لگیں۔دوسرا مذید ایسے گروپس کی تلاش جو اُنکو گفتگوکے ذریعے مدد کے بارے میں معلومات دیں۔

مونیکا: شاید آپ پہلے ذکر کر چکی ہوں مگر میں جاننا چاہونگی کہ ہم مظلوم مرد اور عورتوں میں کیسے یہ شعور بیدار کریں یا وہ اگر کسی مظلوم کو جانتے ہیں کہ اِس گفتگو کا آغاز کیجئے؟جیسکہ ہم نے عزت کا ذکر کیا۔سماج اور روایات کے دباؤ کے بغیر یہی اپنے آپ میں بُہت بڑی مشکل ہے۔میرے جیسی خاتون اس گفتگو کا حصہ کیسے بنے؟مجھے کِس قسم کے الفاظ استعمال کرنے چاہیں؟

ثیم: میرے خیال میں اِن مرد وخواتین کو طاقتور بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اُنھیں اُنکی خوشی کا احساس دلایا جائے۔ انھیں خوش ہونے کا حق ہے۔ انھیں کسی شکاری کے ہاتھ میں کھلونا بنے کی ضرورت نہیں،مشکلات سے مقابلہ کرنے کے کئ اورطریقے بھی ہیں،سماج کی اور لوگوں کی پرواہ کرنیکی ضرورت نہیں۔ یہ مظلوم کو اپنے بارے میں بہتر محسوس کروانیکی بات ہے جب ان پر جذباتی یا کسی بھی قِسم کا تشدد ہو رہا ہو۔

علیزہ: نہیں میں متفق ہوں۔انکو اہمیت دینا انکی بات سننا۔میں برادری میں سپورٹ گروپ بنا رہی ہوں تاکہ مظلوموں کی مدد ہو سکے۔بہت سی عورتیں اپنی شادیوں/رشتوں میں ظلم کا شکار ہوتیں ہیں چُونکہ وہ نیپال سے بیوی کے ویزے پر آئیں ہیں۔جُرم کرنیوالا مظلوم کے ساتھ کئ طرح کی باتیں کرتا ہے جیسکہ "میں تمہیں یہاں لیکر آیا ہوں، تمہیں میرا مشکور ہونا چاہیئے،میں تمہیں بچوں سے الگ کردونگا،اسطرح کی بایتں کر کے وہ انھیں اذیت دیتیے ہیں۔ کیونکہ انھیں بتایا جاتا ہے اب انکے شوہر/ بیوی کے پاس کوئی راستہ نہیں۔ پکا ویزا لگوانے کے لیے انھیں مدد چاہیے ہوتی ہے۔

میں نے اِیمیگریشن کے کاموں کیلئے ایک سپورٹ گروپ بنایا ہے۔جب پہلے مظلوم کی عرضی کامیاب ہو جائے گی تو میں چاہونگی کہ وہ گمنام رہتے ہوے اوروں سے بھی بات کرے،بلاشبہ اُنکی مرضی سے۔ پہلے مظلوم کی کامیابی سے اُنھیں اچھی اُمید بندھے گی کہ ایمیگریشن کی عرضی ہو جانے پر رہائش اور وظائف کا بندوبست ہو سکتا ہے۔

میں نے 2018 میں یہ شروع کیا تھا اُنکو گمنام رکھتے ہوے۔ان میں سے کچھ آمنےسامنے ہو کر بات کرنا چاہتی ہیں، جب وہ محفوظ محسوس کرتی ہیں ان میں اعتماد آ جاتا ہے اور وہ اپنے جیسے دوسروں کی مدد کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سپورٹنگ گروپ بڑے گمنام گروپ ہیں۔

ہم نے ایک مظلوم کی کہانی کا پاڈکاسٹ بنایا جو یو ٹیوب پر موجود ہے اور جب وہ اپنی کہانی بیان کر رہی تھی ہم نے اُسکی شخصیت مخفی رکھنے کیلئے آواز بگاڑ دی۔نیپالی برداری میں اِسکا شدید ردعمل سامنے آیا کیونکہ یہ گھریلو اور جنسی زیادتی کا واقعہ تھا۔اِس خاتون نے بتایا اُسکے ساتھ کیا ہوا،وہ کیسے گھر سے بھاگی۔یہ قصہ برادری میں بڑا مشہور ہوگیا تھا جسے پھرہم نے بیان کیا۔

مونیکا: شکریہ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی سادی سی چیز جیسے چند الفاظ،لیفلیٹ یا پاڈکاسٹ جو تبدیلی لانے میں مدد کر سکتا ہے۔شاید بااختیار ہونا وہ لفظ نہیں مگر یہ اعتماد ہونا کہ آپ اپنی کہانی سنا سکتے ہیں۔

میرا آخری سوال مدد کے ذرائع کے بارے میں ہے۔ آپ نے کچھ کا ذکر کیا مگر کوئی خاص جو آج آپ ہمارے سننے والوں کو بتانا چاہیں؟

ثیم: اسکے لیے سب سے بہتر ہے کہ مختلف گروپس کا حصہ بننا یا اُن تک رسائی۔اُنکی ویب سائٹس موجود ہیں۔اِسکے علاوہ سوشل مِیڈیا اور ہماری ویب سائٹ ویکٹم فرسٹ۔

مونیکا: زبردست اور علیزہ آپ؟

علیزہ: جی ہماری ویب سائٹ کا نام ہےنارتھ اِیسٹ ہیم شائر ڈُومیسٹک ایبیوز فورم۔اِس ویب سائٹ پر مدد کے بہت سے ذرائع موجود ہیں،گھریلو زیادتی پر تصویری اور لکھائی والے لیفلیٹس بھی۔ ذاتی حفاظت کے لیے مختلف تدابیر بتائی گئ ہیں ۔

اگر آپ ابھی ظالم ساتھی یا اُسکے خاندان کے ساتھ رہتے ہیں تو کیا کریں، اگر آپ انھیں چھوڑنے کا سوچ رہے ہیں یا اگر آپ بچوں سمیت گھر چھوڑ چکے ہیں تو کیا کریں؟ایسی چیزیں بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔اسکے علاوہ گو.یوکے پر ایک دستاویز پڑی ہے جسکا نام ہے "نیپالی برادری کو درپیش روکاوٹیں"گھریلو ظلم و زیادتیوں کے بارے میں ہے۔ یہ تفصیل سے تہذیبی، لسانی مسائل اورطلاق نہ لینے کے بارے میں شدید ہچکچاہٹ پر بات کرتی ہے۔میرے خیال سے یہ کافی فائدہ مند ہے۔

مونیکا: آپ دونوں کا بہت شکریہ، آپکی گفتگو اور بصیرت سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔کیٹ کیا آپ مذید کچھ کہنا چاہیں گی؟

کیٹ: میں اپنی رائے دینا چاہونگی۔ میں تو آپکے زبردست کام کا سن کر اپنے ہوش کھو بیٹھی ہوں ۔ ایسے اشخاص کی کئ سطح پر تعلیم جیسے آپ نے بتایا،شخصی بنیادوں پر یا گروپ میں تعلقات بنانا ، لوگوں کی مدد کرنا کہ وہ آپ پر اعتماد کریں،ویب سائٹس اور سوشل میڈیا کے استعمال کیلئے آپ پر یقین۔ ایسے تعلقات بنانا بےحد قیمتی ہے۔ میرے خیال سے آپ دونوں نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔

مونیکا: آپ دونوں خواتین کا بہت شکریہ۔آپکے وقت کیلئے شکریہ۔ پاڈکاسٹ پر آپ سے گفتگو کر کے بہت اچھا لگا۔

کیٹ: یقیناً ایسا ہے۔

ثیم: شکریہ

علیزہ: شکریہ

ثام: اسکے ساتھ ہی ہمارا پاڈکاسٹ ختم ہوتا ہے-ہم امید کرتے ہیں کہ اقلیتی گروہوں کے سامعین کو اس سے معلومات اورسمجھ ملی ہونگی کہ گھریلو اور جنسی زیادتی کے لیے مدد حاصل کریں -خاصکر کریمینل جسٹس سسٹم کیلئے- ہمارا مقصد لوگوں کو صحیح معلومات کے ذریعے پراعتماد اور با اختیار بنانا ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے راستہ چنیں جیسا وہ چاہتے ہیں-

مونیکا: سننے کیلئے شکریہ! تمام ذرائع اور سروسز جِنکا اِس پاڈکاسٹ میں ذکر ہوا تفصیل میں موجود ہیں-

کیٹ: اگر آپکو یہ قسط پسند آئی ہو تو اِسے دُوسروں کے ساتھ شئیر کریں اور سوشل میڈیا پر بھی ڈالیں- ہمارے اور پاڈکاسٹ بھی آنے والے ہیں انکے لیے دھیان رکھیے-تب تک محفوظ رہیئے،گفتگو میں حصہ لیجئے اور آگاہی جگائیے-

(مترجم: مصباح رشی)

Translated by: Misbah Rishi